ماخذ تحقیقی مجلہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12

OPEN ACCESS

CC BY NC

عبدالباسط

ریسرچ اسکالر، پی ایچ۔ڈی، اُردُو، شعبۂ اُردُو، سرحد یونی ورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

ڈاکٹر محمد امتیاز

ایسوسی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج آف منیجمنٹ سائنسز، نوشہرہ ۱ (جلوزئی)

ڈاکٹر میاں ہمایوں

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اُردُو، سرحد یونی ورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

بانگِ درا میں انبیاے کرام علیہ السلام کا تذکرہ
(بہ شمول متروک کلام، بانگِ درا کی روشنی میں)

Abdul Basit*

Research Scholar: Ph.D, Urdu, Department of Urdu, Sarhad University of Science and Information Technology, Peshawar.

Dr.Muhammad Imtiaz

Associate Professor, Government College of Management Sciences, Nowshra 1 (Jallozai).

Dr.Mian Humayun

Assistant Professor, Department of Urdu, Sarhad University of Science and Information Technology, Peshawar

***Corresponding Author:** nasirafridi3388@gmail.com

Mention of the Prophets in Bang-e-Dara
(In the Light of Archaic Poetry of Bang-e-Dara)

ABSTRACT

Bang-e-dara is the first and most famous book of Iqbal's poetry, in which he has mentioned the phenomena of the universe, philosophical concepts and ideas, famous personalities of ancient times, Muslim and non-Muslim conquerors, and Muslim kings of the Pak-o-Hind subcontinent. In addition, the greatness of the Muslims

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلّہ

the fine art, magnificent buildings and a rich narrative of the glorious past of Muslims. Along with many Prophets, many Muslim and non-Muslim religious leaders are also mentioned in this book. However, this research article also includes the poetry of Iqbal which is not included in Bang-e-Dara and as it was included in the category of archaic poetry. The detailed work in this regard can be seen in my research thesis.In the article under consideration, the mention of the Prophets is included along with the marking of Bang-e-Dara's poems with footnotes and comments**.**

Key Words: *Bang-e-Dara, Prophets, Past Magnificence, Spiritual Personalities, Religious Leaders, Magnificent Buildings, Fine Arts, Righteous People, Eternal Life.*

اُردو زبان وادب میں "بانگِ درا" کی مقبولیّت اور ہر دلعزیزی مُسلمہ ہے۔ مختلف اِداروں کی طرف سے اس شعری مجموعے کی بارہا اشاعت اِس کی مقبولیّت کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے۔ اقبال نے اِس مجموعے میں مُسلمانوں کی عظمتِ رفتہ اور پھر جنگِ آزادی کے بعد کے حالات و واقعات، مقامات، شخصیات اور تصوّرات و نظریات کا مکمّل اظہار کیا ہے۔ تاریخ اور قرآن و حدیث کا گہرا مُطالعہ رکھنے کی وجہ سے اُن کی شاعری میں کہیں انبیاے کرامؑ اور صحابۂ کرامؓ کا ذکر ملتا ہے تو کہیں دینی و روحانی شخصیات کا۔ زیرِ نظر مقالے میں صرف بانگِ درا میں شامل انبیاے کرام کا ذکر کیا جارہا ہے۔ مقالے کی طوالت اور ضخامت کے پیشِ نظر مکمل نظم درج کرنے کے بجائے صرف اُن شعروں اور نظموں کے حوالے دیے گئے ہیں، جن میں انبیاے کرام کا تذکرہ ہے۔

حضرت آدم علیہ السّلام:

قرآن مجید کے مطابق نسلِ انسانی کی ابتدا حضرتِ آدم علیہ السّلام کی پیدایش سے ہُوئی۔ از رُوے قرآن آپ علیہ السّلام کی تخلیق مٹّی سے جمعہ کے دن جنّت میں ہوئی۔ آدم سُریانی زُبان کا لفظ ہے، جس کے معنی مٹیالے رنگ کے ہیں۔۔ آپ علیہ السّلام کو نَسلِ انسانی کے باپ اور سب سے پہلے پیغمبّر ہونے کی وجہ سے ابوالبشر اور صفی اللہ جیسے القابات سے نوازا گیا۔ لفظ آدم کی وجۂ تسمیّہ امام راغب اصفہانی یوں بیان کرتے ہیں:

> "آدم کو آدمؑ اس لیے کہا گیا ہے کہ اسے عقل و فہم دے کر تمام مخلوقات پر فضیلت دی گئی ہے۔"(۱)

جب آپؑ کو جنّت سے زمین پر بھیجا گیا، تو چند روایات کے مطابق مُلکِ عراق میں دجلہ و فرات کے دوآبے میں آباد ہوئے۔ اس حوالے سے اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلہ

" جنّت سے زمین پر اُترنے کے بعد آپؑ امّاں حوا کے ساتھ دجلہ و فرات کے دوآبہ میں آباد ہوئے، جو مُلکِ عراق کا حصّہ ہے۔"(۲)

اس کے بر عکس کچھ راویوں نے ہبوطِ آدم کا مقام سراندیپ (موجودہ سری لنکا) بتایا ہے۔ بہر حال جنّت سے نکالے جانے کے دو سو سال بعد حضرت آدم علیہ السّلام مکّہ کے قریب جبل العرفات پر آئے اور یہاں جبریلؑ امین کی نشان دہی پر آپؑ نے کعبہ تعمیر کیا۔ جب کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے مطابق حضرت آدمؑ نے زمین پر اتارے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے آدمؑ کی عبادت کے لیے بیتُ المعمور کے عین نیچے خانہ کعبہ تعمیر کیا۔ حضرت جبرائیل امین نے انھیں مناسکِ حج سکھائے۔ آپؑ پر عربی زُبان میں دس صحائف نازل ہوئے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ کی زُبان بھی عربی ہی تھی۔ ۹۶۰ برس کی عمر پانے کے بعد طبعی وفات پائی اور حضرت شیث علیہ السّلام آپؑ کے جانشین ہوئے۔ آپؑ کی قبر مبارک کے مُتعلّق کئی روایات ہیں۔ یعقوبی کے مطابق جَبلِ ابو قبیس کے دامن میں (مفازۃ الکنوز) خزانوں کے غار میں مدفون ہیں۔ بعض مؤرّخین سعودی عرب کی مسجد خیف کے اندر آپ کی قبر کا ہونا بتاتے ہیں۔ سری لنکا اور عراق میں بھی آپ کی قبر کا بتایا جاتا ہے۔ حضرت آدمؑ کا ذکر بانگِ درا کی مُتعدِّد نظموں میں کیا گیا ہے۔ چند اشعار مع حوالہ یہاں پیشِ خدمت ہیں۔

شجر ہے فرقہ آرائی، تعصّب ہے ثمر اس کا ‏ ‏ ‏ یہ وہ پھل ہے کہ جنّت سے نِکلواتا ہے آدم کو (۳)

بانگِ درا کی دیگر نظموں محبّت، جوابِ شکوہ، مُسلم، جوابِ شکوہ، خضرِ راہ، آفتابِ صبح اور تصویرِ درد میں حضرت آدمؑ کا ذکر کیا گیا ہے۔

حضرتِ نُوحؑ: (آدمِ ثانی):

نُوح اسمِ مذکر ہے، جس کے لغوی معنی بہت نُوحہ کرنے والا اور رونے والا ہیں۔ حضرت نوحؑ کا سلسلۂ نسب دسویں پُشت میں حضرت آدمؑ سے جا کر ملتا ہے۔ آپؑ سب سے پہلے معلوم رسول تھے۔ آپؑ نے اپنی قوم کو تین چیزوں، ایک اللہ کی بندگی، تقویٰ اختیار کرنے اور رسول کی اطاعت کی تبلیغ کی، لیکن آپؑ کی قوم نے آپؑ کا مذاق اڑانے کے ساتھ ساتھ تکالیف بھی دیں۔ ۹۵۰ سال تک تبلیغ کرنے کے باوجود صرف ۷۳ یا ۸۰ افراد آپؑ پر ایمان لائے۔ ایمان نہ لانے والوں میں آپؑ کی بیوی واہلہ اور بیٹا یام، الملقب کنعان بھی شامل تھا۔ توریت کے مطابق یام، حام کا بیٹا اور حضرت نوحؑ کا پوتا تھا، لیکن جہاں تحریف شُدہ توریت میں حضرت نوحؑ جیسے جلیل القدر رسول اور آدمِ ثانی پر شراب نوشی اور برہنگی کا بدترین الزام لگایا گیا ہے (کتابِ مقدس، بابِ پیدائش، بائبل سوسائٹی،

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلّہ

لاہور،۱۹۸۱، صفحہ ۱۱) وہاں کنعان کو پوتا بتانا بھی غلط ہے۔ چوں کہ آپؑ حقیقی الٰہ کی پہچان کرانے مبعوث ہوئے ،جب کہ روسائے قوم نے وَدّ، سواع، یعوق، یعوث اور نسر (صالحینِ قوم) کو الٰہ بنایا اور خود اُن کے نائبین بن کر ایک طبقہ کو اراذل اور بادی الرائے قرار دیا۔ اس حوالے سے ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان لکھتے ہیں:

> حضرت نوحؑ نے الٰہُ العالمین کی دعوتِ توحید کے ساتھ ان اراذل کے لیے بھی "خیر" کی خبر دی۔ اس خیر کا مفہوم، قومِ موسیٰ کے نام اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ ھُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ کے اعلان سے واضح ہوتا ہے۔ یہ "خیر" وَ نُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَھُمْ اَىِٕمَّةً وَّ نَجْعَلَھُمُ الْوٰرِثِیْنَ اپنے اختیار اور امامّت۔ معلوم ہوتی ہے۔ (۴)

آج دُنیا میں حضرت نوحؑ کے تین بیٹوں حام، سام اور یافث ہی کی اولادیں زمین پر موجود ہیں۔ چوتھا بیٹا یام یعنی کنعان طوفانِ نوح میں غرقاب ہوا۔ نہایت صبر و تحمل اور استقامت کے ساتھ تبلیغِ دین کے باوجود حضرت نوحؑ کو اُن کی قوم نے بُرا بھلا کہا۔ یہاں تک کہنے لگے کہ تمہارے ساتھ تو قوم کے ادنیٰ، رذیل اور نچلی ذات کے لوگ شامل ہیں، تو کیا ہم بھی تمہارے ساتھ ہو جائیں ؟ وہی جہالت جو آج بھی غالب اکثریت کے ساتھ کسی نہ کسی درجے اور صورت میں پائی جاتی ہے۔ حالاں کہ اُونچی ذات والے تو تمام کے تمام سمندر بُرد ہو چکے تھے، تو پھر آج یہ کون ہیں؟ جو اعلیٰ ذات سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ الغرض نہ ماننے والوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے طوفان کا عذاب نازل ہُوا اور ساتھ دینے والوں کو اللہ تعالیٰ نے بچالیا۔ طوفانِ نوح کے مُتعلّق بھی کئی روایات ہیں۔ بعض کے مطابق یہ ساری زمین پر تھا اور بعض کے نزدیک ایک مخصوص خِطے میں تھا۔ البتہ تاریخ کی مستند کتابوں کے مطابق طوفانِ نوح ساری زمین پر تھا۔ ایران، آرمینیا اور تُرکی کے درمیان ایک خود مختار پہاڑی علاقہ ہے، جسے نخجوان کہا جاتا ہے۔ یہ علاقہ آذربائیجان سے جُغرافیائی طور پر بالکل علاحدہ ہے اور دُنیا کا سب سے بڑا خشکی میں گِھرا ہُوا ایک علاقہ ہے۔ یہاں کے باشندے اپنے علاقے نخجوان کو ارضِ نوح کہتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کا مزار یہاں موجود ہے۔ یہاں کے لوگوں کے مطابق طوفان تھمنے کے بعد نُوح کی کِشتی ایلانداغ نامی پہاڑ پر ٹھہری تھی اور وہ پہاڑ نخجوان میں واقع ہے، اس کے علاوہ یہاں کے بسنے والے خود کو آلِ نوح بتاتے ہیں۔

کِشتیِ نوح کا ذکر سورت ھُود میں آیا ہے "وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُودِیِّ" اور لگی وہ کشتی اوپر جودی پہاڑ کے۔ "(۵)

جُودی طُورِ سینا کی ایک چوٹی ہے، جو عراق کے شمال میں آرمینیا اور کُردستان کے پہاڑی سلسلے میں واقع ہے، جسے کوہِ ارارات بھی کہا جاتا ہے۔ کِشتی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت نوحؑ اپنے ماننے والے گروہ اور خشکی پر بسنے والے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلّہ

تمام جاندار بٹھائے تھے۔ طوفان کے خاتمے پر حضرت نُوحؑ کی کشتی کوہِ جودی پر ٹھہری تھی۔ بائبل میں اس کشتی کے ٹھہرنے کا مقام کوہِ اراراط بتایا ہے۔ دراصل جودی کوہِ اراراط کے سلسلے میں واقع ایک پہاڑ کا نام ہے، جو کُردستان کے علاقے میں جزیرہ ابنِ عُمر کے شمال مشرقی جانب واقع ہے۔ ایک ہندوستانی روایت کے مطابق حضرت نوحؑ کی کشتی ہندوستان کے کسی پہاڑ کی چوٹی پر آکر ٹھہری تھی۔ جغرافیائی بُعد کی وجہ سے ایسے کئی مغالطے پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً "خیبر" سے پاکستان کا درۂ خیبر وغیرہ مُراد لینا۔ ممکن ہے کہ اقبال نے بھی اُسی روایت سے متاثر ہو کر حضرت نوحؑ کا ذکر نظم "ہندوستانی بچوں کا گیت" میں کیا ہو:

بندے کلیم جس کے، پربت جہاں کے سینا نوحِؑ نبی کا آکر ٹھہرا جہاں سفینہ (۶)

حضرت موسیٰؑ:

بنی اسرائیل کے جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰؑ کا سلسلۂ نسب موسیٰ بن عمران بن قاہت بن لاوی بن یعقوب ہے۔ آپؑ کی والدہ کا نام "یوکابد" تھا۔ جس سال فرعونِ مصر کی طرف سے اسقاطِ حمل کا حکم نامہ جاری کیا گیا ،اُسی سال آپؑ کی ولادت مصر میں ہوئی۔ آپؑ کی والدہ نے آپؑ کو قتل ہونے کے ڈر سے ایک صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں بہا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے صندوق محل کی طرف جانے والی ایک نہر میں بہتا ہوا محل کی بیرونی دیوار سے جالگا۔ فرعون کی بیوی آسیہ کے حکم سے صندوق، محل کے اندر لے جا کر کھولا گیا، تو اس میں ایک نہایت خوب صُورت بچہ دیکھ کر آسیہ نے اپنے خاوند فرعون کی مخالفت کے باوجود بچے کو گود میں لینے کا فیصلہ کیا، کیوں کہ خُود اُن کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی۔ کاہنوں کی خبر داری کی وجہ سے فرعون نے موسیٰؑ کو انگاروں سے اور بعض روایات کے مطابق سُرخ پھولوں اور دہکتے انگاروں سے آزمائش میں ڈالنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت موسیٰؑ، معجزاتِ الٰہی سے سرافراز، پھولوں کی طرف ہاتھ لے جارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر انگاروں پر رکھا۔ آپؑ نے ایک انگارہ اُٹھا کر زُبان مبارک پر رکھ دیا، جس سے ہاتھ کے ساتھ زُبان بھی جل کر باعثِ لکنت ہوئی۔ یہ دیکھ کر فرعون کو تسلّی ہوئی کہ یہ وہ بچہ نہیں ہے، جس کے مُتعلّق کاہنوں نے خبر دی تھی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی پرورش دشمن کے محَل میں کی۔ حضرت موسیٰؑ کو مختلف القابات سے نوازا گیا۔ مشہور لقب موسیٰ کلیم اللہ ہے۔ مولوی سیّد تصدّق حسین نے کلیم کے معنی یُوں بیان کیے ہیں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

"کلیم" سے مُراد کلمات ادا کرنے والا۔ گفتگو کرنے والا: "سخن گو، ہم سخن، بات کرنے والا۔ مجروح، زخمی۔ لقب حضرت موسیٰؑ کا، اس لیے کہ آپؑ اکثر خدا سے کلام کرتے تھے۔ تخلّص شاعر کا۔"(۷)

روایات میں آتا ہے کہ آپؑ کے ہاتھ سے ایک مصری کا قتل ہو گیا، جس پر آپؑ نے اپنی جان بچانے کی خاطر مدین کا رُخ کیا۔ وہاں حضرت شعیبؑ کی بکریاں چَراتے رہے۔ آپؑ کی ایمان داری، راست گوئی اور پیغمبرانہ اوصاف سے متاثر ہو کر حضرت شعیبؑ نے اپنی بیٹی سے آپ کا نکاح کر دیا۔ بطورِ مَہر آپؑ دس سال تک حضرت شعیبؑ کی خدمت کرتے رہے۔ شادی کے گیارویں سال آپؑ نے مصر واپسی کا ارادہ فرمایا۔ راستے میں طُور پہاڑ پر بھڑکتے شعلے کو آگ سمجھ کر لینے گئے تو درخت سے "اِنّی اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِین" کی نِدا سُنی اور مقامِ نبوّت سے نواز دیے گئے۔ ارشاد ہوا جاؤ، فرعون بڑا بنا ہوا ہے اور اہلِ مصر کو طبقات میں بانٹ رکھا ہے۔ تُم اس نظام کے برعکس "اَقِمِ الصّلٰوۃَ لِذِکْرِی" میرے نام سے اجتماعی معاشرہ قائم کرو۔ سیّد عابد علی عابد تلمیحاتِ اقبال میں لکھتے ہیں:

"حضرت موسیٰؑ کو دیدارِ الٰہی نصیب ہوا تھا اور خدا سے کلام کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی تھی۔ بنو اسرائیل پر فرعون جو ظلم کر رہا تھا، اس سے بچنے کے لیے حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کو مصر سے باہر لے گئے۔ فرعون نے تعاقب کیا تو اپنی فوج سمیت غرق ہو گیا۔۔۔ کوہِ سینا کا مشرقی گوشہ مدین سے ایک روز کے فاصلے پر بحرِ قلزم کے دو شاخے کے درمیان مصر کو جاتے ہوئے واقع تھا۔ اس کی وادی، وادئ ایمن ہے جہاں حضرت موسیٰؑ نے دیکھا کہ ایک جھاڑی کو آگ لگی ہے، جو نہ بجھتی ہے اور نہ جھاڑی کو جلاتی ہے۔ اسی جھاڑی سے آواز آئی کہ "اے موسیٰؑ میں ہوں، اللہ پروردگار جہانوں کا" یہیں حضرت موسیٰؑ کو خدا سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا۔ اس معاملے میں اختلاف ہے کہ آواز براہِ راست ندائے الٰہی تھی یا کسی فرشتہ کی آواز تھی جو باری تعالیٰ کا ترجمان تھا۔ مولانا حفظ الرحمٰن کی رائے میں یہ براہِ راست ندائے الٰہی تھی۔"(۸)

یہ درست ہے کہ یہ من وراءِ حجاب گفتگو تھی۔ نومولودگی سے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے تک حضرت موسیٰؑ کی پرورش خاندانِ فراعنہ کے بادشاہ رعمسیس فرعون دوُم کے محل میں کروا کر اللہ تعالیٰ نے اپنی قُدرتِ کاملہ سے دکھایا کہ قادرِ مطلق صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی ذات ہے۔ ایک قبطی کا، جو ایک اسرائیلی پر ظلم وستم ڈھا رہا تھا،

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12

آپؑ کے ہاتھوں کا قتل ہو گیا، تو آپؑ نے مدین کی راہ لی۔ وہاں حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے شادی ہوئی۔ شادی کے بعد آپؑ مدین سے براستہ وادیِ ایمن مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ رات کو سردی سے یا جنگلی جانوروں سے بچنے کے لیے آپؑ کو آگ کی ضرورت پیش آئی۔ آپؑ نے طور پر آگ جلتی دیکھ کر وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں آپؑ کو منصبِ نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ چوں کہ آپؑ نے پہلی بار اللہ تعالیٰ سے باتیں کیں، اِسی وجہ سے کلیم اللہ کہلائے۔

حضرت موسیٰؑ نے فرعون کو ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی، جس کی وجہ سے فرعون نے موسیٰؑ کو سزا دینے کا ارادہ کیا۔ پس آپؑ اپنی قوم کو لے کر بُحیرۂ احمر میں معجزے سے بننے والے راستے سے گزرے اور تعاقب میں آنے والا فرعون اپنی فوجوں سمیت غرقاب ہوا۔ صحراے سینا میں پہنچنے کے بعد بنی اسرائیل خوراک اور پیاس کے ہاتھوں سخت گھبرائے تو موسیٰؑ نے اپنا عصا پتھر پر مارا، اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارہ قبیلوں کے لیے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ کھانے کے واسطے آسمان سے من و سلویٰ اُترا۔ سایہ کرنے کے لیے ابر اُن پر سایہ فگن رہتا اور جہاں جہاں وہ جاتے ابر بھی ساتھ ساتھ چلتا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ بچے کپڑوں کے ساتھ پیدا ہوتے تھے اور جُوں جُوں بچے بڑے ہوتے تھے، اُن کا لباس بھی بڑا ہوتا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات کی بارش کے باوجود بنی اسرائیل نے عجیب عجیب فرمایشیں کیں۔ حضرت مُوسیٰؑ کی غیر موجُودگی میں سامری نے سونے کا بچھڑا بنا کر قوم سے پوجا کروانی شروع کر دی۔ من و سلویٰ کی بجاے دال، مسور، لہسن، کھیرا، خربوزہ اور پیاز جیسی اناج اُگوانے کے لیے موسیٰؑ سے ضد کرنے لگے۔ یہ وہ خدمات تھیں، جو فرعونی ربوبیّتِ عُلیا میں ان کے سپرد تھیں، تو حضرت موسیٰؑ نے اُن کو، جس طرح مخاطب کیا، اس حوالے سے قرآن فرماتا ہے:

> ترجمہ: ”اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ایک ہی طرح کے کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے سو ہمارے لیے اپنے رب سے دعا مانگ کہ وہ ہمارے لیے زمیں کی پیداوار میں سے ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز پیدا کر دے، کہا کیا تم اس چیز کو لینا چاہتے ہو، جو ادنیٰ ہے بدلے اُس کے جو بہتر ہے، کسی شہر میں اُترو بے شک جو تم مانگتے ہو، تمھیں ملے گا اور ان پر ذلّت اور محتاجی ڈال دی گئی اور اُنھوں نے غضبِ الٰہی کمایا۔ یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے، یہ اس لیے کہ نافرمان تھے اور حد سے بڑھ جاتے تھے۔“(۹)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

بے شمار انعامات کی بارش، معجزاتِ موسیٰؑ سے بہرہ مندی کا حصول، عصائے کلیم، یدِ بیضا، سمندر میں بارہ راستے بننا، ابر کا سائے کی طرح ساتھ ساتھ چلنا، بارہ چشموں کا جاری ہونا، من و سلویٰ کا نزول اور دوسرے بے شمار خوارقِ عادات کے بنی اسرائیل، حضرت موسیٰؑ کو اللہ کا نبی ماننے پر تیّار نہ تھے۔۔اس حوالے سے یُوسُف ظفر لکھتے ہیں:

"حق تو یہ ہے کہ اللہ کی بخششوں میں کبھی کمی نہیں ہوئی۔ یہ قوم تمام انعامات واکرام کو ٹُھکرا کر اس خطاب کی حق دار ہوئی، جس سے حضرت موسیٰؑ نے اُنھیں نوازا تھا کہ بے شک تم جاہل قوم ہو۔"(۱۰)

اقبال نے بانگِ درا کی نظموں کے جن اشعار میں حضرت موسیٰؑ کا ذکر کیا ہے، اُن میں سے چند مع حوالہ درج ہیں۔

تم میں حُوروں کا کوئی چاہنے والا ہی نہیں　　　جلوۂ طور تو موجود ہے، مُوسیٰ ہی نہیں (۱۱)

مذکورہ بالا شعری مثالوں کے علاوہ بانگِ درا کی نظموں ہمالہ، شمع و پروانہ، دردِ عشق، زہد اور رِندی، نالۂ فراق، بلالؓ، ہندوستانی بچوں کا قومی گیت، غزل نمبر ۱، غزل نمبر ۷، غزل نمبر ۹، غزل نمبر ۱۳، حُسن و عشق، غزل نمبر ۶ حصّہ دوم، شمع اور شاعر، تضمین بر شعرِ ابو طالب کلیم، کُفر و اسلام تضمین بر شعرِ میر رضی دانش، میں اور تُو، حضرِ راہ اور غزل نمبر ۴ حصّہ سِوَم میں حضرت موسیٰؑ کا ذکر موجود ہے۔

حضرت خضرؑ:

مستند حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضرؑ ایک ولی اللہ تھے، جھنوں نے آبِ حیات پیا اور ہمیشہ ہمیشہ کا دوام پایا؛ جب کہ سکندر نے نہیں پیا۔ کہتے ہیں کہ اُن کی پانیوں پر حکومت ہے اور وہ پانی پر چلنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ بھولے بھٹکے لوگوں کی رہنمائی ان کا کام ہے۔ خضرؑ سے متعلق فرہنگِ اقبال میں نسیم امروہوی کے الفاظ یوں ہیں:

"خِضَر / خِضر (ع + مذکر ایک مشہور ولی اللہ، جن کے مُتعلّق مشہور ہے کہ اُنھوں نے آبِ حیات پیا ہے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ یہ کسی کو نظر نہیں آتے، مگر ہر وقت سرگرمِ سفر رہتے ہیں اور کسی نہ کسی صورت میں بھولے بھٹکے لوگوں کی رہنمائی اِن کا کام ہے۔"(۱۲)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12

قرآنِ مجید میں حضرت خضرؑ کا ذکر کسی جگہ نہیں آیا، البتّہ حضرت موسیٰؑ کے واقعے میں عبداً مِن عِبادنا کے الفاظ آئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان یُوں لکھتے ہیں:

"ان کا اصل نام بلیا بن ملکان ہے۔ خضر کا لُغوی مطلب ہرا بھرا ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جہاں حضرت خضرؑ بیٹھ جاتے، وہ جگہ ہری ہو جاتی۔ اس لیے اُنھیں خضر کہا جانے لگا۔"(۱۳)

فکرِ اقبال کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اقبال حضرت خِضرؑ کی حیاتِ ابدی کے قائل تھے۔ چوں کہ قرآن میں خِضر کے نام سے کسی نبی، پیغمبر یا مردِ صالح کا ذکر نہیں آیا؛ اس لیے اکثر فقہا اور علما اُن سے منسوب واقعات کی روشنی میں انھیں پیغمبر بتاتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں جس انداز میں حضرات موسیٰؑ و خضرؑ کے مابین مکالماتی انداز اپنایا گیا ہے، اِس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی تھے۔ کیوں کہ حضرت موسیٰؑ جیسے لاڈلے پیغمبر کی موجودگی میں جس جرأت اور علومِ تکوینی کا مشاہدہ حضرت خضرؑ پیش کرتے ہیں، وہ کسی عام انسان یا بزرگ کے بس کی بات نہیں۔ چند اور باتیں بھی اِس ضمن میں قابلِ بحث ہیں، کہ آیا یہ نام ہے یا لقب؟ آیا ان کو حیاتِ ابدی حاصل ہے یا وفات پا چکے ہیں؟ مفسّرِین کرام کے ہاں ان تینوں سوالوں کے جواب میں بہت سی آرا اور اقوال ہیں۔ بعض کے نزدیک خضر صرف نام ہے اور اکثر کا قول ہے کہ خضر لقب ہے۔ حضرت خضرؑ کے حوالے سے محمد حفظ الرحمن سیو ہاروی قصص القرآن میں لکھتے ہیں:

"کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ محض عبدِ صالح تھے۔ جمہور کے خیال میں وہ نبی تھے۔ بعض علما کا خیال ہے کہ اُنھیں حیاتِ ابدی حاصل ہے۔ وہ اب تک زندہ ہیں۔ جلیل القدر محقّقین کے خیال میں طَبی موت سے وفات پا چکے ہیں۔"(۱۴)

بانگِ درا کے چند مقامات بطورِ مثال یہاں پیش کیے جاتے ہیں، جن میں حضرت خضرؑ کا ذکر ہے:

بندۂ مزدور کو جا کر مرا پیغام دے　　　خِضر کا پیغام کیا، ہے یہ پیامِ کائنات(۱۵)

درج بالا نظموں کے علاوہ بانگِ درا کی نظموں عقل و دِل، اِلتجائے مُسافر، غزل (۱۳) حصّہ اوّل، کوششِ ناتمام، فلسفۂ غم، ایک خط کے جواب میں، مُسلمان اور تعلیمِ جدید تضمین بر شعرِ ملک قُمی اور خِضرِ راہ میں حضرت خضرؑ کا ذکر کیا گیا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلہ

حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ:

جنابِ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کا آبائی وطن رباط یعنی موجودہ عراق تھا۔ آپؑ عراق کے شہر بابُل میں پیدا ہوئے۔ کُچھ روایات رانیہ کے شہر اُر میں پیدا ہونے کے متعلق بھی ہیں۔ جدید اور تازہ ترین تحقیق کے مطابق آپؑ کی پیدائش ۲۱۶۰ قبل مسیح میں ہوئی، جب کہ عمر ۱۷۵ سال بتائی جاتی ہے۔ آپ کی قبر مبارک بیت اَلمُقدَسُ کے قریب جرون کے ایک غار مکفیلہ میں ہے، جو "اُب الخلیل" کہلاتی ہے۔ آپؑ کو تورات میں ابرام اور ابراھم کے نام سے پکارا گیا ہے۔ آپؑ کا لقب خلیل اللہ ہے اور قرآن میں مُختلف مُقامات پر تقریباً ۶۵ مرتبہ آپؑ کا ذکر موجود ہے۔ آپؑ کے والد کے نام کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ بعض مفسرین کے مطابق آزر حضرت ابراہیمؑ کا چچا یا تایا تھا۔ بائبل میں آپؑ کے والد کا نام تارخ درج ہے:

> "نخور (ناخور) انتیس برس کا تھا، جب اس سے تارخ پیدا ہوا اور تارخ کی پیدائش کے بعد نخور ایک سو انتیس برس اور جیتا رہا اور اس سے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ اور تارخ ستر برس کا تھا، جب اس سے ابرام اور نخور اور حاران پیدا ہوئے۔ اور یہ تارخ کا نسب نامہ ہے۔ تارخ سے ابرام اور نخور اور حاران پیدا ہوئے اور حاران سے لُوط پیدا ہوا۔"(۱۶)

یوسف ظفر اپنی کتاب "یہودیت" میں اس حوالے سے یوں لکھتے ہیں:

> "قرآنِ حکیم اور تورات اس امر میں متفق ہیں کہ آپ کی قوم بُت پرست تھی۔ آپ کے والد کا نام تورات میں تارخ لکھا ہے، لیکن قرآنِ حکیم میں اسے صنم سازی اور بُت تراشی کی وجہ سے آزر کہہ کر یاد کیا گیا ہے۔ کہ عبرانی میں آزر کے معنی "بتوں کو چاہنے والا" ہیں اور کالدی زُبان میں پجاری کو آوار کہا جاتا ہے جو معرّب ہو کر آزر بن گیا۔ بہر نوع اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں حضرت ابراہیمؑ کے والد کو نام کی بجائے لقب سے پکارا۔"(۱۷)

قرآن پاک سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام ہی آزر تھا۔ کیوں کہ حضرت ابراہیمؑ نے جسے "ابا" کہہ کر مخاطب کیا تھا، وہ آزر ہی تھے۔ ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان اپنی کتاب "جاوید نامہ: حواشی و تعلیقات" میں کُچھ یوں لکھتے ہیں:

> "تارخ کی وفات حران میں ہوئی، جس سے تارخ اور آزر دو مختلف شخصیات ثابت ہوتی ہیں اور خیالِ غالب یہی ہے کہ آزر، ابراہیمؑ کے تایا اور تارخ والد تھے جو آپؑ کے ساتھ نکلے اسی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12

طرح تارخ کا ابراہیمؑ کے ساتھ نکلنا اور حران میں وفات پانا یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ تارخ بُت پرستی اور اصنام سازی سے بیزار تھے۔ نیز عقائدِ اسلامی کے مطابق کوئی پیغمبر مشرک کی صُلب سے ہو نہیں سکتا۔"(۱۸)

ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان کی رائے ایک اعتبار سے مستند دکھائی دیتی ہے کہ عموماً تایا کو ابّا کہہ کر پکارا جاتا ہے اور ہمارے ہاں بھی اس کا ثبوت موجود ہے، کہ بچے اپنے تایا کو بڑے ابّو، ابّا، تایا ابّو جیسے ملتے جُلتے ناموں سے پکارتے ہیں۔ ممکن ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے بھی اپنے تایا ہی کو "ابّا" کہہ کر پکارا ہو۔ دوسری بات یہ کہ کسی پیغمبر کا مشرک کی صُلب سے نہ پیدا ہونا بھی مستند دلیل ہے، کیوں کہ تمام پیغمبر نیک، متقی اور اللہ کے ماننے والے لوگ کی اولاد تھے۔

نمرود کے دعویٰ خدائی کو حضرت ابراہیمؑ نے رد کرتے ہوئے اُسے اور اُس کی قوم کو دینِ حق کی تبلیغ کی۔ تبلیغِ دین کی وجہ سے آپؑ نے بابلی بتوں کو توڑا، تو اس جُرم کی سزا میں نمرود اور اُس کے پیروکاروں نے آپؑ کو منجنیق کے ذریعے سے آگ میں پھینکا، لیکن حُکمِ خداوندی سے آگ آپؑ کے لیے سلامتی والی بن گئی اور آپؑ ۴۰ دن تک اس آگ میں رہنے کے باوجود زندہ سلامت باہر نکلے۔

نمرود کی جلائی گئی آگ سے نکلنے کے بعد آپؑ عراق چلے گئے۔ اس سفر میں آپؑ کے بھتیجے حضرت لوطؑ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ وہاں کچھ عرصہ گزارنے کے بعد شام کا رُخ کیا، لیکن وہاں سے بھی ہجرت کر کے کنعان میں قیام پذیر ہوئے۔ حضرت سارہؑ کے ہوتے ہوئے حضرت ہاجرہؑ سے نکاح کیا۔ جن کے بطن سے حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے۔ پھر آپؑ نے خواب میں حضرت اسماعیلؑ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرتے دیکھا اور تکمیلِ حکم کی خاطر حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کی نیت سے گلے پر چُھری پھیری، مگر چُھری نہ چلی اور حضرت اسماعیلؑ کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے جنت سے مینڈھا بھیجا۔ اِسی واقعے کے بعد حضرت اسماعیلؑ ذبیح اللہ کہلائے۔ بنی اسرائیل کے علما حضرت اسحاقؑ کو اضخاق بنا کر ذبیح اللہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اسی بنا پر وہ قُربان گاہ کا مقام شام بتاتے ہیں ، حالاں کہ خود اُن کی کتاب میں حضرت اسماعیلؑ کو بڑا بیٹا لکھا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ دونوں باپ بیٹا امتحان میں کامیاب ہوئے۔ اس کے بعد آپؑ کو حضرت سارہؑ کے بطنِ مبارک سے حضرت اسحاقؑ کی پیدائش کی خوش خبری ملی۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلہ

آپ علیہ السلام دُنیا کے تین بڑے مذاہب یہودیت، مسیحیت اور اسلام کے پیشوا اور تینوں مذاہب کے انبیاء حضرت موسیٰؑ علیہ السلام، حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام اور نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدِّ اعلیٰ ہیں۔ آپؑ کے نام پر قرآن کریم میں ایک مُکمل سُورت "سُورتِ ابراہیم" ہے۔ آپؑ کو خلیل اللہ، اِمامُ النّاس، ابوالانبیاء، حنیف، مُسلم، نبی اور امّتہ کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ آپؑ حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ کے علاوہ بے شمار انبیاو رُسل کے جدِّ امجد ہیں۔۔ آپؑ ہی کی اولاد سے نبی آخر الزّمان ختم الرُّسُل وامام الانبیاء حضرت محمد ﷺ مکّہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ بانگِ درا سے چند مثالیں ذیل میں دی جا رہی ہیں، جہاں کا آپؑ کا ذکر کیا گیا ہے:

لے گئے تثلیث کے فرزند میراثِ خلیلؑ — خِشتِ بُنیادِ کلیسا بن گئی خاکِ حجاز (۱۹)

علاوہ بریں نظم سوامی رام تیرتھ، شاعر، نانک، کُفر و اسلام، میں اور تُو، خِضرِ راہ اور طلوعِ اِسلام میں حضرت ابراہیم کا ذکر موجود ہے۔

حضرت یوسُفؑ:

حضرت یوسفؑ کا شجرہ مبارک یوسفؑ بن یعقوبؑ بن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ بن تارخ ہے۔ تحقیق کے مطابق حضرت یوسفؑ ۱۵۶۲ قبل مسیح میں حاران میں پیدا ہُوئے۔ مُسلم شخصیات کا انسائیکلو پیڈیا میں حضرت یُوسُفؑ کی پیدائش ۱۹۲۷ قبل مسیح لکھی ہوئی ہے، جو درست نہیں ہے۔ چند پُشتوں کے بعد آپؑ کا شجرہ حضرت آدمؑ سے جا مِلتا ہے۔ بائبل میں بھی آپؑ کا ذکر مِلتا ہے۔ قرآن میں آپؑ کے نام سے پوری سُورت ہے۔ گیارہ یا بارہ سال کی عمر میں آپؑ میں آثارِ نبوّت ظاہر ہونے شروع ہو گئے تھے۔ آپؑ کے آثارِ نبوّت سے لے کر مقامِ نبوّت عطا ہونے، کنویں میں پھینکنے، بازارِ مصر میں فروخت ہونے، جیل جانے اور بادشاہت ملنے تک تمام واقعے کو قرآنِ پاک میں احسنُ القصص کہا گیا ہے۔

حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے یہودہ، روبیل، شمعون، لاوی، زبولون، یجر، دان، فتائی، جاد، آسر، یوسف اور بنیامین تھے۔ حضرت یوسفؑ اور بنیامین حقیقی بھائی تھے۔ آپؑ کی والدہ کا نام راحیل بنتِ لابان اور یوسفؑ کے سوتیلے بھائیوں کی والدہ کا نام لیاہ تھا۔ بنیامین کی ولادت کے بعد راحیل وفات پا گئیں۔ اُس وقت حضرت یوسفؑ کی عمر پانچ سال تھی۔ حضرت یُوسُفؑ کی پیدائش کے حوالے سے ڈاکٹر اکبر حُسین قریشی یوں لکھتے ہیں:

> "آپؑ کا مولد و مسکن ارضِ فلسطین میں وادیِ حبرون تھا، جسے اُب الخلیل بھی کہتے ہیں اور یہ یروشلم سے ۱۸ میل جنوب مغرب میں واقع ہے۔"(۲۰)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلہ

چوں کہ آپؑ کے والدین آپؑ سے بے پناہ محبّت رکھتے تھے اور یہی محبّت دوسرے بھائیوں کو ناگوار گزرتی تھی۔ چناں چہ آپؑ کے سوتیلے بھائی آپؑ کے حسن و جمال اور اعلیٰ اخلاق و کردار سے خار کھاتے تھے۔ سوتیلے بھائی حسد اور مخاصمت کی بنا پر آپؑ کو ایک بار شکار کے بہانے لے گئے اور کنعان سے تین میل دور صحرا میں واقع ایک کنویں میں پھینک دیا اور حضرت یعقوبؑ کے سامنے بہانہ یہ بنایا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ سورتِ یوسفؑ میں سوتیلے بھائیوں کے اس برتاؤ پر رسولِ خدا حضرت یعقوبؑ الملقب بہ اسرائیل کے الفاظ درج ہیں:

> ترجمہ: "نہیں، تم اپنے دل میں یہ بات بنالائے ہو۔ اب تو صبر ہی بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگتا ہُوں، اِس بارے میں، جو بات تُم کہتے ہو۔"(۲۱)

مصر جانے والے ایک سوداگر قافلے کے سردار مالک بن زاعر خزاعی کا بشیر نامی غلام پانی کی ضرورت پیش آنے پر، جب کنویں میں سے پانی نکالنے لگا، تو آپؑ پانی کے ڈول میں بیٹھ کر باہر نکل آئے۔ اُس نے اتنے حسین و جمیل بچے کو دیکھ کر آپؑ کو اپنے سردار کے حوالے کیا، جو آپؑ کو اپنے ہمراہ مصر لے گیا اور وہاں عزیزِ مصر پر بیچ دیا۔ بازارِ مصر میں دیگر لوگوں کے مقابلے میں بادشاہ ریان بن ولید عملیق کے وزیرِ اعظم قطفیر مصری، جو عزیزِ مصر کہلاتا تھا، نے آپؑ کے وزن کے برابر سونا، چاندی، مُشک اور حریر دے کر مالک بن زاعر خزاعی سے خرید لیا۔ اُس وقت آپؑ کی عمر ۱۳ یا ۱۷ برس تھی۔ پھر آپؑ محل لے جائے گئے اور وہاں رہنے کے دوران میں ہی آپؑ کو ایک جھوٹے الزام کی وجہ سے جیل میں ڈال دیا گیا، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپؑ پہلے مصر کے وزیرِ خزانہ اور پھر بعد میں بادشاہ بنے۔ حضرت یعقوبؑ کی وفات کے بعد آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے نبوّت کے بُلند منصب سے نوازا۔ آپؑ کی وفات اور مدفن کے مُتعلّق علی بن حسین مسعودی لکھتے ہیں:

> "آپؑ نے ۱۲۰ سال کی عُمر میں مصر میں وفات پائی۔ ہر گروہ آپ کو اپنے محلّے میں دفن کرنا چاہتا تھا۔ اس اختلاف سے بچنے کے لیے آپؑ کو سنگِ مرمر کے ایک صندوق میں رکھ کر دریائے نیل میں دفن کیا گیا۔ کئی برس بعد حضرت موسیٰؑ نے آپؑ کی میت کو وہاں سے نکال دیا۔"(۲۲)

ساتویں صدی ہجری کے ایک مورخ یاقوت حموی کے مطابق: "آپؑ کو مسجدِ خلیل، فلسطین میں دفن کیا گیا۔"(۲۳) چند دیگر مفسّرین کے مطابق آپؑ کی قبر مبارک حضرت یعقوبؑ کے پہلو میں ملکِ شام میں ہے۔ قصص الانبیاءؑ میں حضرت یُوسفؑ کے بارے میں لکھا ہے:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلہ

"حضرت یوسفؑ تقریباً ۲۴ سال تک فرائضِ نبوّت سرانجام دیتے رہے۔ جب آپؑ کی عمر ستر برس کی ہُوئی، تو رحلت فرماگئے۔"(۲۴)

تورات کی بعض روایات کے مطابق آپؑ نے ۱۱۰ سال کی عمر پائی۔امام حموی کے مطابق حضرت یوسفؑ فلسطین کے علاقۂ نابلس کے ایک گاؤں بلاطہ میں مدفون ہیں۔حضرت یُوسُف علیہ السلام کو استعارۃً ماہِ کنعان یعنی کنعان کا چاند بھی کہا جاتا ہے۔ اقبال نے آپؑ کے لیے "گم گشتۂ کنعان" اور حضرت یعقوب علیہ السّلامؑ کے لیے پیرِ کنعان کی ترکیب استعال کی ہے۔ قرآنِ حکیم کی دس سُورتوں تقریباً سولہ بار آپؑ کا ذکر آیا ہے۔اقبال نے بانگِ درامیں آپؑ کو تذکرہ کچھ یُوں کیا ہے:

کُنویں میں تُونے یُوسُفؑ کو جو دیکھا بھی تو کیا دیکھا　　　ارے غافل!جو مُطلَق تھا مُقیّد کر دیا تُو نے (۲۵)

رُخصت اے بزمِ جہاں !، تصویرِ درد، اِلتجائے مُسافر، عبد القادر کے نام اور جوابِ شِکوَہ بانگِ درا کی نمائندہ نظمیں ہیں، جن میں آپؑ کا ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت سلیمانؑ:

حضرت سلیمانؑ بنی اسرائیل کے ایک مشہور پیغمبر تھے۔آپؑ کے والدِ محترم کانام حضرت داوٗدؑ تھا۔آپؑ حکمت وبصیرت، فہم وفراست ، علم وعمل ،سیرت وصورت اور جملہ پیغمبرانہ صفات میں بُلند مرتبہ وشان رکھتے تھے۔آپؑ ۲۲ برس کی عمر میں تخت نشین ہوئے اور اسرائیلیوں پر ایسی بادشاہت کی، جس کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی۔آپؑ کا زمانہ ۱۰۱۳ قبل مسیح سے ۹۵۳ قبل مسیح پر محیط ہے۔تاریخ ابنِ خلدون میں لکھا ہے:

" اہلِ یمن ۲۴ برس تک حضرت سلیمانؑ اور ان کے بیٹے کے ماتحت رہے۔طبری کے مطابق آپؑ نے ملکہ بلقیس سے نکاح کیا تھا۔مورّخین کے ہاں اس سلسلے میں اختلاف پایاجاتا ہے۔ ملکۂ بلقیس کا اصل نام یلقمہ تھا،جو یشر بن حرث قیس کی بیٹی تھی۔" (۲۶)

قرآنِ مجید سورت الانبیاء،النمل، صفحہ اور سبامیں آپؑ کا ذکر آیا ہے۔قرآنِ مجید میں آپؑ کا تعارف یُوں کیا گیا ہے:

"ہم نے سلیمانؑ کے لیے ہَوا کو مُسخّر کیا، کہ اس کی ہَوا صبح کی منزل مہینہ بھر کی راہ ہوتی تھی اور شام کی منزل مہینہ بھر کی راہ ہوتی تھی۔اور پگھلے ہُوئے تانبے کا چشمہ بہایا کہ اِس کو سانچوں میں ڈھال کر جنّات بڑے بڑے برتن،دیگیں اور لگن وغیرہ بناتے تھے۔"(۲۷)

حضرت سلیمانؑ کی چرندوں پرندوں اور جنّات کے ساتھ ساتھ ہواؤں پر بھی حکمرانی تھی، جس وجہ سے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلہ

آپؑ کا تخت آسمانوں میں اُڑتا پھرتا تھا۔ آپؑ کی بادشاہت کے چرچے سُن کر ملکۂ سبا، بلقیس بھی آپؑ سے ملاقات کے لیے آئی۔ ایرانی حضرت سلیمانؑ کو جم کا لقب دیتے ہیں، اس لیے واضح ہو کہ جب بھی جم کے نام کے ساتھ اسپ و تخت و باد، آصف و ماہی و طیور اور خاتم و نگیں کا ذکر آئے تو ایسے میں مُراد حضرت سلیمانؑ ہی لیے جائیں گے۔ اقبال آپؑ کو اپنے کلام میں یُوں جگہ دیتے ہیں:

مُشکلیں اُمّتِ مرحوم کی آساں کر دے مُورِ بے مایہ کو ہم دوشِ سلیماں کر دے [۲۸]

دیگر نظموں میں بِلالؓ، صُبح کا ستارہ، تضمین بر شعرِ ابو طالب کلیم، شِکوَہ اور خضرِ راہ شامل ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ:

حضرت عیسیٰؑ مریم بنتِ عمران کے بطن مبارک سے معجزاتی طور پر پیدا ہوئے، جو بنی اسرائیل کے ایک مشہور و معروف سردار عمران کی نیک سیرت بیٹی تھیں۔ اس پیدائش کی خوش خبری حضرت جبرائیلؑ نے حضرت مریمؑ کو دی تھی۔ عیسیٰ، مسیح اور عبداللہ کے نام سے قرآن میں آپ کا ذکر موجود ہے۔ قرآنِ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ کی ولادت سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے یہ نام اور القابات آپؑ کے لیے منتخب فرما لیے تھے۔ قرآن کی سورت آلِ عمران کی آیت نمبر ۴۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" اِسمُہُ الْمسیحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ"۔ (ترجمہ) "اُس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہو گا۔" [۲۹]

آپ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی، جو عیسائیوں کی مذہبی کتاب ہے اور جس کی عیسائیوں نے تحریف کی ہوئی ہے۔ عیسائی آپؑ کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں، جب کہ مسلمانوں کے نزدیک آپؑ پیغمبر ہیں۔ آپؑ بنی اسرائیل کی شاخ یہودا کے آخری نبی تھے۔ آپؑ کو اللہ نے آخری نبی حضرت محمدؐ سے پہلے مبعوث فرمایا۔ عیسائیوں نے آپؑ کو مصلوب کرنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مصلوب ہونے سے بچا لیا اور زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا۔ جس طرح لاویوں کی طرف سے جنابِ طالوت کا قتل، منصبِ نبوّت سے محرومی کا سبب بنا تھا اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کے لیے صلیب کی تجویز کرنے کی سزا میں بنی اسرائیل کو امانتِ نبوّت سے ہمیشہ کے لیے محرومی دیکھنا پڑی اور حضرت عیسیٰؑ کے رَفعِ اِلَی اللہ کے بعد نعمتِ نبوّت بنو اسماعیل کی طرف منتقل ہو گئی۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا کے مطابق:

"مسلمانوں کے مطابق آپؑ کی جگہ کسی دُوسرے شخص کو مصلوب کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو آسمانوں پر زندہ اُٹھا لیا۔ عیسائی آپ کو خدا کا بیٹا بھی مانتے ہیں۔" [۳۰]

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12

مُسلمانوں کے نزدیک آپؑ قُربِ قیامت سے پہلے دوبارہ حضرت محمدؐ کے اُمتی کی حیثیت سے دُنیا میں تشریف لائیں گے اور ۴۰ سال حکومت کرنے کے بعد وفات پا جائیں گے۔ آپؑ کو نبی کریمؐ کے پہلو مبارک میں دفن کیا جائے گا۔ جب کہ صحیح مُسلم کی روایت کے مطابق ۷ سال حکومت کرنے کے بعد وفات پائیں گے۔ بانگِ درا کی چند شعری مثالیں ذیل ہیں:

آئے ہیں آپ لے کے شفا کا پیام کیا　　　　رکھتے ہیں اہلِ درد مسیحا سے کام کیا! (۳۱)

حضرت عیسٰیؑ کا ذکر درج بالا مثالوں کے علاوہ التجائے مُسافر، محبّت، شفاخانۂ حجاز اور غزل نمبر ۴ حصّہ سِوَم میں موجود ہے۔

رسول اللہ حضرت محمد ﷺ

آپؐ اللہ تعالیٰ کے آخری نبیؐ اور پیغمبرؐ ہیں۔ آپؐ کے والدِ ماجد کا نام حضرت عبد اللہ اور والدہ محترمہ کا نام حضرت آمنہ تھا، آپؐ کے نانا کا نام وہب بن عبدِ مناف تھا، جو بنی زُہرہ کے نہایت شریف النفس انسان تھے۔ آپؐ کا نامِ نامی آپؐ کے دادا حضرت عبد المطّلب نے "محمدؐ" تجویز کیا تھا۔ آپؐ کا تعلق عرب کے مشہور خاندان قریش سے تھا۔ علّامہ شِبلی نُعمانی آپؐ کی پیدائش کے متعلق "سیرتُ النبی" میں یُوں رقم طراز ہیں:

> " تاریخِ پیدائش کے مُتعلّق مصر کے مشہور ہیئت دان عالم محمود پاشا فلکی نے ایک رسالہ میں لکھاہے، اور جس میں اُنھوں نے دلائلِ ریاضی سے ثابت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیدائش ۹ ربیع الاوّل پیر کے دن، بمطابق ۲۰، اپریل ۵۷۱ء میں ہوئی تھی۔" (۳۲)

آپؐ کی ولادت باسعادت کے متعلق مستند حوالے کا ذکر کرتے ہوئے مولانا صفی الرّحمان مبارک پوری لکھتے ہیں:

> "رسول اللہ ﷺ مکّہ میں شعبِ بنی ہاشم کے اندر ۹ ربیع الاوّل سن اعام الفیل بروزِ پیر صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔ اُس وقت نوشیروان کی بادشاہت کا ۴۰واں سال شروع تھا اور یہ ماہِ اپریل ۵۷۱ عیسوی کی ۲۰ یا ۲۲ تاریخ تھی۔" (۳۳)

سب سے پہلے آپؐ کو والدہ ماجدہ حضرت آمنہ نے دودھ پلایا اور پھر دو یا تین روز بعد ابولہب کی لونڈی حضرت ثُوبیہؓ نے دودھ پلایا۔ حضرت ثُوبیہؓ وہ عظیم خاتون تھیں، جنھوں نے آپؐ کے علاوہ حضرت حمزہؓ بن عبد المطّلب اور ابو سلمہؓ بن عبد الاسد مخزومی کو بھی دودھ پلایا۔ اس اعتبار سے حضرت حمزہؓ آپؐ کے دودھ شریک بھائی، چچا اور

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلہ

خالہ زاد بھائی بھی ٹھہرے، چوں کہ حضرت عبد المطّلِب نے حضرت آمنہؓ کی چچازاد بہن، ہالہ بنتِ وہیب بن عبدِ مناف سے اُس موقع پر شادی کی تھی؛ جب وہ حضرتِ آمنہؓ کا ہاتھ حضرت عبد اللہ کے لیے مانگنے، وہیب بن عبدِ مناف کے پاس گئے تھے۔ وہب بن عبدِ مناف نبی کریمؐ کے نانا اور وہیب بن عبدِ مناف حضرت حمزہؓ کے نانا تھے۔ والدہ محترمہ حضرت آمنہ کے بعد حضرت ثوبیہؓ، جو ابولہب کی لونڈی تھیں، نے آپؐ کو دودھ پلایا۔ اُس کے کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا۔ آپؐ کے رضاعی بہن بھائیوں کے متعلق علّامہ شبلی نُعمانی یوں لکھتے ہیں:

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بہن بھائی چار تھے، جن کے نام عبداللہ، انیسہ، خذیفہ، خذافہ یا جذامہ ہیں۔ خذافہ یا جذامہ بعد میں حضرت شیماؓ کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ ان میں سے عبداللہؓ اور شیماؓ کا قبولِ اسلام ثابت ہے۔ دیگر کا حال معلوم نہیں۔"(۳۴)

آپؐ کی ولادت سے پہلے ہی حضرت عبد اللہ انتقال فرما گئے اور جب آپؐ چھے برس کے ہوئے تو آپؐ کی والدہ محترمہ بھی رحلت فرما گئیں۔ آپؐ کی پرورش پہلے دادا عبد المُطّلِب نے کی اور اُن کی وفات کے بعد چچا حضرت ابو طالب نے کی۔ ۲۵ سال کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح ہُوا۔ چالیس سال کی عُمر میں آپؐ کو نبوت ملی۔ معراج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں تمام انبیاے کرام کی میں امامت کا فریضہ سرانجام دیا تھا۔ آپؐ کی تمام زندگی مُسلمانوں کے لیے اعلیٰ نمونہ ہے۔ تبلیغِ دین کی خاطر بے پناہ تکالیف برداشت کیں، کئی غزوات میں شرکت فرمائی؛ اپنا گھر بار لُٹایا۔ اس کے علاوہ مکّہ سے مدینہ کی طرف ہجرت جیسی تکلیف برداشت کی۔ آپ صلّ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے مُتعلّق اتفاق ہے کہ:

"آپؐ نے ہجرت کے آٹھویں سال مکّہ فتح کیا اور سنہ ۱۰ ہجری میں حجۃ الوداع ادا کیا۔ سنہ ۱۱ ہجری، ۱۲ ربیعُ الاوّل، بروزِ پیر، بوقت چاشت، چودہ دن بیمار رہ کر ۶۳ برس کی عمر میں رحلت فرمائی۔" (۳۵)

آپؐ کی کریمانہ زندگی تمامِ عوالم کے لیے باعثِ رحمت تھی اور ہے۔ آپؐ کے کئی صفاتی نام اور القابات ہیں۔ آپؐ کے اخلاقِ کریمانہ، صفاتِ پیغمبرانہ اور تبلیغِ دین کے لیے شبانہ روز محنت کی وجہ سے آج دُنیا بھر میں اسلام اور مسلمان موجود ہیں۔ اقبال نے آپؐ کا جن اشعار میں ذکر کیا ہے وہ ذیل میں مع حوالہ نظم دیے گئے ہیں:

قُوّتِ عِشق سے ہر پست کو بالا کر دے   دَہر میں اِسمِ محمدؐ سے اُجالا کر دے (۳۶)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلّہ

کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں   یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں (۳۷)

دیگر نظمیں شِکوَہ، حضورِ رسالت مآبؐ میں، جوابِ شِکوَہ اور جنگِ یرموک کا ایک واقعہ ہیں، جہاں آپؐ کا مبارک نام آیا ہے۔ اقبال کے دیگر شعری مجموعوں کے ساتھ ساتھ بانگِ درا میں بھی انبیائے کرام کا جابجا تذکرہ موجود ہے۔ کلامِ اقبال کو اختصاص حاصل ہے کہ اس میں انبیائے کرام اور اُن کے معجزات کے علاوہ اپنے فرائض کی انجام میں پیش آنے والی مُشکلات کا بھی ذکر کیا ہے۔ راقمُ الحروف نے بانگِ درا میں شامل انبیائے کرام کے حوالے سے چیدہ چیدہ معلومات قارئین تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سیّد قاسم محمود (مُدیر)، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، شاہکار بک فاؤنڈیشن، کراچی، سَن ندارد، ص ۱۷

۲۔ مولوی محبوب عالم، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ناشران و تاجران کُتب، لاہور، سن ندارد،، ص ۱۷

۳۔ علّامہ محمد اقبال، کُلیاتِ اقبال (اُردو)، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۸۶

۴۔ پروفیسر ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان، اجتماعی اجتہاد، تصوّرِ اقبال اور امالی غلام محمد، قرطاس، فیصل آباد، ۲۰۲۰ء، ص ۳۲، ۳۳

۵۔ القرآن / ھود ۱۲: آیت نمبر ۴۲

۶۔ اقبال، کُلیاتِ اقبال (اُردو)، مُحوّلہ بالا ، ص ۹۸

۷۔ مولوی سیّد تصدّق حسین رضوی، لغاتِ کشوری، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۳۲۲

۸۔ سیّد عابد علی عابد، تلمیحاتِ اقبال، بزمِ اقبال، لاہور، دسمبر ۱۹۸۵ء، ص ۳۳۴، ۳۳۵

۹۔ علّامہ شبیر احمد عثمانی، تفسیرِ قرآن کریم، شاہ فہد قرآنِ حکیم پرنٹنگ کمپلیکس، مدینہ منورہ، ۱۹۸۹ء، ص ۶۷

۱۰۔ یُوسُف ظفر، یہودیت، نفیس پرنٹرز، لاہور، مئی ۱۹۸۲ء، ص ۵۱

۱۱۔ اقبال، کُلیاتِ اقبال (اُردو)، مُحوّلہ بالا ، ص ۲۱۴

۱۲۔ نسیم امروہوی، فرہنگِ اقبال (اُردُو)،، اظہار سنز، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۳۱۵

۱۳۔ پروفیسر ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان، جاوید نامہ: مقدمہ مع حواشی و تعلیقات، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۱۲، ۱۷

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۴۔ محمد حفظ الرّحمان سیوہاروی، قصص القرآن، جلد: اوّل، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۵

۱۵۔ اقبال، کُلیاتِ اقبال (اُردو)، مُحَوّلۂ بالا، ص ۲۷۵

۱۶۔ کتابِ مُقدّس / کتاب پیدایش، باب نمبر ۱۱، بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور، ۱۹۸۱ء، ص ۱۷

۱۷۔ یُوسف ظفر، یہودیت، مُحَوّلۂ بالا، ص ۵

۱۸۔ ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان، جاوید نامہ: مقدمہ مع حواشی و تعلیقات، مُحَوّلۂ بالا، ص ۲۱۸

۱۹۔ اقبال، کُلیاتِ اقبال (اُردو)، مُحَوّلۂ بالا، ص ۲۷۷

۲۰۔ ڈاکٹر اکبر حُسین قُریشی، مُطالعۂ تلمیحات و اِشاراتِ اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۶ء، ص ۴۰۰۔۴۰۱

۲۱۔ القرآن / سورتِ یُوسُف، آیت: ۱۷

۲۲۔ علی بن حُسین مسعودی، اِثبات الوصیّۃ للامام علی بن اَبی طالب، اسماعیلیان، قُم، ایران، طبعِ سوم، ۱۳۸۲ھ، ص ۷۵

۲۳۔ یاقوت حموی، مُعجمُ البُلدان، جلد: اوّل، دار ارصاد، بیروت، ۱۹۹۵ء، ص ۴۷۸

۲۴۔ مُحمّد فیصل، قصص الانبیاءؑ، تعریف پرنٹرز، کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۷۱

۲۵۔ اقبال، کُلیاتِ اقبال (اُردو)، مُحَوّلۂ بالا، ص ۸۵

۲۶۔ علّامہ عبدالرّحمان بن محمد بن خُلدون، تاریخ ابنِ خُلدون، جِلد: اوّل، مُترجِم: حکیم احمد حسین عثمانی الہ آبادی، مُحَوّلۂ بالا، ص ۱۲۷

۲۷۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا، شاہکار بک فاؤنڈیشن، کراچی، سن ندارد، ص ۹۵۳

۲۸۔ اقبال، کُلیاتِ اقبال (اُردو)، مُحَوّلۂ بالا، ص ۱۸۱

۲۹۔ القرآن / سورت آل عمران، آیت: ۴۵

۳۰۔ مولوی محبوب عالم، اِسلامی انسائیکلوپیڈیا، مُحَوّلۂ بالا، ص ۱۳۶۱

۳۱۔ اقبال، کُلیاتِ اقبال (اُردو)، مُحَوّلۂ بالا، ص ۲۱۰

۳۲۔ علّامہ شبلی نعمانی، سیرتُ النبی ﷺ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۷۹ء، ص ۱۷۱

۳۳۔ مولانا صفی الرّحمان مبارک پوری، الرّحیق المختوم، المکتبۃ السّلفیۃ، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۸۳

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلّہ

۳۴۔ علاّمہ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، مُحوّلہ بالا، ص ۱۷۵

۳۵۔ علاّمہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری، تاریخ طبری، جلد: اوّل، مُترجِم: سیّد حیدر علی طباطبائی، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۵۱۲

۳۶۔ اقبال، کُلیاتِ اقبال (اُردو)، مُحوّلہ بالا، ص ۲۲۰

۳۷۔ ایضاً، ص ۲۲۱